جناب ابرار خٹک *

اقبال رشک بلال

سالار کارواں محمد مصطفیٰ ﷺ نے عرب کے صحراؤں میں علم وعمل کا جو عظیم بیج بویا تھا اس کی آغوش سے ایسے نیّر وتاباں کونپلوں نے جنم لیا جنہوں نے نہ صرف پورے کرہ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا بلکہ توحید' عظمت انسان اور امن وآشتی کا سلسلہ تا قیامت جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نشیب وفراز کے ہر دور میں اسلام کو ایسے فرزندوں سے نوازا جنہوں نے علم وعمل کی تلواروں سے ہمیشہ حالات کا مقابلہ کیا اور باطل نظریات و رسومات کو نیست و نابود کر دیا۔ 1857ء مسلمانوں کے اقتدار کا ایک ہزار سالہ سورج غروب ہو چکا تھا اور ہر طرف ظلم و بربریت کا راج تھا' اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے مسلمانان ہندوستان کو ایسے درّ بے مثال سے نوازا جس نے اقتدار کے جادوگروں کو سکتے میں مبتلا کر دیا اور ہندوستان میں اسلامی نظریہ حیات کی احیاء کا عظیم بیڑا اٹھایا۔ انہوں نے ہر وہ نظریہ کچل ڈالا جو اسلام سے متصادم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اقبال کی شخصیت میں دین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کی محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی۔ انہوں نے اسلام کے اس عظیم فلسفے کو شاعری کے ذریعے دنیا کے سامنے اس انداز سے پیش کیا کہ ہر کوئی اس کا گرویدہ واسیر ہوا۔ آپ حضور ﷺ کے مثالی عاشق تھے' اس لئے جس نے بھی آپ ﷺ سے محبت کی اقبال نے اس کے افکار وخیالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں انہیں اپنے شاعرانہ افکار میں ڈھال کر دنیا کے لئے بطورِ نمونہ بھی پیش کیا۔ اقبال کی شاعری کی بنیاد قرآن' حدیث اور اسلامی تاریخ پر قائم ہے۔ جس نے اس کی شاعری کو مقصدیت کے جوہر سے آراستہ کر دیا ہے۔ ''بلال'' ایک ایسی نظم ہے جس کا انداز منفرد' رنگ نرالا اور ہر پہلو یکتا ہے۔ یہ نظم عشق رسول ﷺ کا ایک مکمل باب ہے۔ جس میں اقبال نے حضرت بلالؓ کی محبت کو حقیقی معنوں میں دنیا کے سامنے بالعموم اور امت مسلمہ کے سامنے بالخصوص پیش کیا ہے۔ ہر شعر حضرت بلالؓ کی والہانہ ان مٹ اور بے مثل محبت کا عکاس ہے۔ نظم کا پورا فلسفہ ہمہ گیر اور منفرد نوعیت کا اثاثہ رکھتا ہے۔ اس نظم میں حضرت بلالؓ کی محبت اور عشق کا بانکپن ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بن جاتا ہے۔ جو ایک مسلمان کے دل کے تنگ وتاریک خانوں کو کشادہ وروشن کر دیتا ہے۔ اس نظم میں انہوں نے نہ صرف حضرت بلالؓ کی محبت کو رقم کیا ہے۔ بلکہ پوری امت اسلامیہ کیلئے قابل

* لیکچرار' اقراء کیڈٹ سکول وکالج' جہانگیرہ نوشہرہ

تقلید نمونہ پیش کر کے احیاء وتجدید کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت بلالؓ کا عشق اکیسویں صدی کے اخلاق باختہ اور ننگ انسانیت عشق ومحبت سے یکسر منفرد اور یکتا ہے۔ جس میں بلاشبہ موجودہ وآئندہ نسلیں اپنا عکس دیکھ سکتی ہیں۔ ہر شعر میں عجیب وغریب منظر کشی کر کے پوری تاریخ کو منعکس کر دیا ہے۔ گویا اس نظم کے ذریعے پوری امت مسلمہ کے دل میں عشق ومحبت کی حقیقت راسخ کر دی ہے اور تا قیامت آنے والی نسلیں اس کی اسیر ہوتی رہیں گی۔ اس نظم میں عشق ومحبت کی ایک ایسی بنیاد واضح کی گئی ہے جس کی تقلید کر کے فلاح دارین اور عظمت کی بلندیوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ تعجب' رشک اور حیرانگی کا عجیب سماں ہے جو نظم کے آغاز ہی میں انسان کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

تپتے ہوئے صحراؤں پر لیٹے' جسم جلتا' سلگتا رہا مگر احد احد کی پکار نے آپ کے سینے کو ٹھنڈک کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔ حضور کی محبت کا آب حیات آپ کے جسم کو سکون واطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال کئے ہوئے تھا۔

وہ آستاں نہ چھُٹا تجھ سے ایک دم کے لئے کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

آپ کی محبت دُنیاوی رسوم وقیود سے بالکل آزاد تھی۔ جس میں بناوٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔ جس کی بنیاد جسم کی بجائے روح پر تھی۔ محبت کے بدلے غلامی' آرام کے بدلے تپتی ریت پر لیٹنا منظور کیا مگر محبت کی ایک ایسی روایت قائم کی کہ اس امت میں جو بھی آپؐ کے نقش قدم پر چلے گا' امر ہو جائے گا۔

نظر تھی صورت سلماں ادا شناس تری شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری
تجھے نظارے کا مثل کلیم سودا تھا اویس طاقت دیدار کو ترستا تھا
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا ترے لئے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا

عصر حاضر جہاں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی اور مادہ پرستی کے زہر نے انسانیت کے سینے سے محبت کی چنگاری اُڑا لی ہے۔ حضرت بلالؓ کی محبت ایک ایسا روشن مینار ہے جس کے لئے انسانیت ہمیشہ ترستی رہے گی۔

تیری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید خنک دلے کہ تپید و دمے نیاساید
گری وہ برق تری جان ناشکیبا پر کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دست موسیٰ پر
تپش ز شعلہ گرفتند و بردل تو زدند چہ برق جلوہ بخاشاک حاصل تو زدند

کرہ ارض پر محبت کی ایسی ناقابل فراموش اور قابل رشک تصویر آج تک شاید ہی کسی نے دیکھی ہو۔ مادہ کی

محبت جس نے انسان کو مشین جیسی خصوصیات سے مالا مال کر کے روحانیت کے جوہر سے محروم کر دیا اور اکیسویں صدی کی خون آشام راتوں اور غفلت برساتی صبحوں نے اسمیں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ امت مسلمہ کے لئے یہی ایک جھلک ہے جس کی ضیا سے نہ صرف وہ اپنی راتوں کو روحانیت سے روشن کر سکتے ہیں بلکہ اپنی صبحوں کو بھی حقیقی تازگی اور ٹھنڈک سے فیضیاب کر سکتے ہیں۔ حضرت بلال کی محبت انتہا کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری　　کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی　　نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا　　خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

اقبال کے لفظ لفظ میں رشک کا جذبہ نظر آ رہا ہے' جو نہ صرف بلال کی عظمت اور محبت کی عکاسی کرتا ہے' بلکہ دوسری طرف محمد ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اقبال کی ایک دوسری نظم بلال میں بھی یہی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ بات واضح کر دی ہے کہ مشرق اور مغرب کی انسانی تاریخ میں ہر کوئی فنا ہوا مگر بلال کی عظمت اور شہرت قائم و دائم ہے۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے　　رومی ہوا فنا حبشی کو دوام ہے

حضرت محمد ﷺ کے عشق ہی کا اثر تھا کہ اقبال نہ صرف بلال کا گرویدہ ہوا بلکہ ان کی عظمت کو ان نظموں کے ذریعے مزید چار چاند لگا دیئے۔ حضرت بلالؓ ہمیشہ کے لئے اس صفحہ دہر پر مسلمانوں کے لئے مرکز نگاہ رہیں گے۔ کیونکہ وہ عاشق رسول ہیں اور حضور ﷺ وہ محبوب تھے جنہوں نے ہمیشہ اپنے عاشق کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ جو بھی حضور ﷺ کا عاشق بن کر اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرے گا اس کا جسم حضور ﷺ کی محبت کی حقیقی لذتوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیضیاب ہوتا رہے گا۔ یہی جھلک ہمیں اقبال کی عملی زندگی و شاعری دونوں میں نظر آتی ہے۔ عشق رسول کی وہ چنگاری جس نے بلال کو سکون قلب و تسکین روح کی لازوال دولت سے مالا مال کر دیا تھا اس نے اقبال کو اپنی آغوش میں لیا تھا۔ جس کی حیرت انگیز جھلک ہمیں اقبال کے اس قطعے میں بھی نظر آتی ہے۔ کون سنگدل ہوگا جو یہ قطعہ پڑھے گا اور اس کی آنکھوں سے رشک و حسرت کے آنسو نہیں ٹپکیں گے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر　　روز محشر عذرہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر　　از نگاہ مصطفیٰ ؐ پنہاں بگیر

(اے خدا تو دونوں جہانوں کا غنی اور میں فقیر ہوں۔ روز قیامت میرا ایک عذر ہوگا۔ اگر تو مجھ سے لازماً ہی حساب کتاب کرنا چاہتا ہے تو مرے اعمال نامے کو محمد مصطفیٰ ؐ کی آنکھوں سے اوجھل رکھ۔)